(۱۲) تزک شاہنشاہی

قیمت -/5

تزک شاہنشاہی

یعنی

سوانح عمری

اعلیحضرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم



مؤلفہ دم تبسم سید علی بہادر بلگرامی

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپی
۱۹۱۰ء



شاہ ایڈورڈ امیر البحر کی وردی مین

تزک شاہنشاہی

ہرچند اعلیحضرت شاہ ایڈورڈ ہفتم کے انتقال پُرملال کی جگرخراش یاد ہمارے دلون مین تازہ ہے اور ہندوستان کا ہر فرد بشر اس جانکاہ حادثہ کو نہین بھولا تاہم اُس جلیل الشان شہنشاہ کے عہد حکومت کے واقعات اورحالات کچھ ایسے دلچسپ اوربصیرت افزا ہین جن کو پڑھ کر ہم بہت کچھ اپنا غم غلط کرسکتے اور اپنے دل کو تسلی اور تشفی دے سکتے ہین اُن نادر الوجود سوانح اور وقائع کو ہم نے ایک کتاب مین مُدّون اور مرتب کیا ہے جسکا نام "تزک شاہنشاہی" ہے فی الحال صوبجات متحدہ کے ایک صدر مقام یعنی الٰہ آباد مین ایک اعلیٰ درجہ کی وسیع اور عظیم نمایش منعقد ہورہی ہے جسکے بانی اور محرک ہمارے ہردل عزیز لفٹنٹ گورنر سرجان ہیوٹ صاحب بہادر بالقابہ ہین جن کی رعایا نوازی اور معدلت گستری مشہور ومعروف ہے ہم نے اس یادگار تقریب کو مغتنم سمجھ کر اس کتاب کی اشاعت کا موقع ایک ایسے وقت مین حاصل کیا ہے جب مختلف حصص ملک کے رُؤسا وعمائد اور خواص وعوام اِس نمایش کی سیر کے لیئے جمع ہوے ہین جنکی وہ خیرسگالی ووفاداری ضرب المثل ہے جو اُنکو گورنمنٹ انگلشیہ اور اُسکے عالی تبار فرمان روا کے ساتھ ہے اور جسکو اِس تزک کے پڑھنے سے اور بھی ترقی ہوسکتی ہے جس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ اہل ہند نے حکومت برطانیہ علی الخصوص شاہ ایڈورڈ خلد آشیان کے مبارک عہد مین کیسے کیسے برکات اور فیوضات حاصل کیے ہین اور کس امن وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کی ہے اس کتاب

صرف ایک شہنشاہ اعظم کے خصائل اور فضائل ہی نہ معلوم ہونگے جس سے تاج برطانیہ کے ساتھ رشتۂ وفاداری مستحکم ہے بلکہ ہمارے ہموطنون کے دلون مین ارادت اور عقیدت کا دریا موج زن ہوگا۔ فی الواقع شاہ ایڈورڈ آنجہانی کو اپنی تمامی رعایا سے دلی محبت تھی جس کا اُنھون نے بکرات ومرات ثبوت دیا ہے ایک مؤرخ کا قول ہے کہ اگرچہ وہ سلاطین یورپ مین ایک شہنشاہ اعظم تھے لیکن اُنکا خیال ہمیشہ صلح جوئی کی جانب مائل رہا اور اِسی وجہ سے تمام دنیا مین اُنکا لقب "صلح کن" مشہور تھا ہندوستان پر شاہ ایڈورڈ نے ہمیشہ خاص نظر عنایت رکھی اور اُسکی تکلیف ومصیبت مین ہمدردی ظاہر فرماتے رہے اپنی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کے رؤسا اور رعایا کے نام جو فرمان جاری فرمایا تھا اُس کا ہر حرف قابل قدر اور آب زر سے لکھنے کے لائق ہے اس فرمان واجب الاذعان مین اُنھون نے جو کچھ لکھا تھا اُسکا انتخاب حسب ذیل ہے۔

"اب مین ہندوستانی ریاستون کے والیان ملک اور اپنی ہندوستانی مملکت کے باشندون کو ہدیۂ سلام بھیجتا ہون اور اُنکو یقین دلاتا ہون کہ مین خالص دل کے ساتھ اُنکا بہی خواہ ہون اور اُنسے محبت کرتا ہون اور میری دلی خواہش ہے کہ وہ امن مین رہین۔ تمام معاملات مین جسکا تعلق ہندوستان سے تھا قیصرۂ ہند ہمیشہ دلی اور ذاتی دلچسپی ظاہر فرماتی تھین اور مین پورے طور پر اُس فرمان برداری اور محبت کے خیال سے واقف ہون جو ہندوستان کی کرورہا رعایا کو آپکے تخت اور آپکی ذات کے ساتھ تھا"۔ یہ وہ الفاظ ہین جو شاہ ایڈورڈ نے ہنگام مسند آرائی اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیے تھے اور جب وہ اِس فانی دنیا مین نہین ہین تو ہم کو اُنکے حالات ومقالات کی قدر ومنزلت کرنا چاہیے اِس موقع پر اُسی تزک شاہنشاہی کے چند ابواب کا انتخاب اس اعلان کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے جس سے اُنکی خوبیون اور محبوبیت کا حال معلوم ہوجائیگا۔

تمہید

خصائل سلطانی

جب غور کیا جاتا ہے کہ وہ کیا بات تھی جس کی وجہ سے ملک معظم کی دور دراز ممالک کی رعایا اپنے فرمان روا سے اُسی قدر وابستہ تھی جس قدر وہ طبقہ رعایا کا جنکو قربت شاہی کا اعزاز وافتخار حاصل تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت رعایا کے قلوب کی بوجہ بادشاہ کی قوت جذبۂ دلی کے تھی اور اُسی جذبہ کی وجہ سے ملک معظم نے وہ اثر پیدا کر رکھا تھا کہ بنی نوع انسان کا ہر فرد اعلیحضرت سے اُلفت کرتا تھا اور اپنے فرمان روا کی روش و انداز کو سمجھ سکتا تھا سلطنت برطانیہ ایک عظیم الشان سلطنت ہے اور فی الواقع اُسکا مالک سلطان ابن السلطان ہے اور اُسکی ذات خجستہ خصال کو اُن اقالیم کی شاہنشاہی جو اُسکے سایۂ عاطفت مین ملکر ایک ہو گئی ہین زیبا ہے ۔ سمندر پار کی رعایا کی نگاہ دور دراز ممالک سے اُسی ایک ذات اقدس پر پڑتی ہے پس یہ کہنا نازیبا نہو گا کہ ہمارے بادشاہ کے دل مین قوت مقناطیسی اور اُنکی آنکھون مین کشش کہربائی تھی جس کے اثر سے تمام رعایا کے قلوب اپنے مالک کی جانب کھنچے جاتے تھے ۔

ملاحظۂ تواریخ سے ظاہر ہو گا کہ اُس حالت کے پیدا کرنے مین بہت باشان وقابل قدر حصہ

ہمارے شاہ نے لیا تھا۔ دول خارجہ کے ساتھ معاملت کرنے مین ہمیشہ نہایت استقلال
وجوش کے ساتھ ہمارے بادشاہ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ نہ صرف جنگجوئی وجنگ آزمائی کے
خیال کو روکین بلکہ یہ کوشش رہی کہ جنگ کے وجوہ اور جنگ کے حیلہ کا بھی استیصال
کردین۔ لقب صلح کن کا جو دنیا مین ہمارے شاہ نے حاصل کیا اور جس لقب سے انکو اہل دنیا
ہمیشہ یاد کرینگے ہمارے ملک معظم کی ذات والاصفات کے لیے حق بجانب تھا۔ چونکہ
اعلیٰحضرت اپنی سلطنت کے ہر حصہ سے کماینبغی آگاہی اور واقفیت رکھتے تھے اور رعایا کی
خواہشون اور انکی امیدون کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ بلکہ رعایا کے رنج ومصیبت مین
بھی انکا ساتھ دیتے تھے اور جو سوال بغرض حصول حاجت وانصاف پیش کیا جاتا تھا
اسکو پورا کرتے تھے لہذا اپنی وسیع سلطنت کے حدود کے اندر ملک معظم نے رعایا کو بالکل
تابع فرمان اور اپنی ذات اقدس کے ساتھ راسخ الاعتقاد بنالیا تھا۔ جن صاحبون کو کاربار
سلطنت کے تعلق سے اپنے بادشاہ کی قربت نصیب ہوئی ہے وہ ضرور تسلیم کرینگے کہ ہمارے
بادشاہ کو سب سے زیادہ اور سب سے مقدم پاس وخیال اُس فرض کا تھا جو بطور ایک
فرمان روا کے اُنکے ذمہ تھا۔ ہمارے بادشاہ کو مردم شناسی کا جوہر اور ذہن کی رسائی
خاص طور پر مبدء فیاض سے عطا ہوئی تھی اور اُنھین صفات کا یہ اقتضا تھا کہ جب امور
سلطنت مین اہم ترین دشواریان لاحق ہو جاتی تھین تو اعلیٰحضرت اُن کو کمال خوبی
وخوش اسلوبی کے ساتھ سلجھا دیتے تھے۔ حق تو یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ کو تمامی عہد
دولت مہد مین یہی خیال رہا کہ اس وسیع سلطنت کے جس کو ہم لوگ برٹش امپائر کہتے ہین
وہ نہ صرف مالک ہین بلکہ خادم بھی ہین۔

بادشاہ کے دل مین آتشِ عشق کا مشتعل ہونا

شاہی خاندان مین شاہزادون اور شاہزادیون کی شادیون مین بہت بڑی احتیاط کی جاتی ہے بسا اوقات یہ بات دیکھی گئی ہے کہ بادشاہون اور بادشاہ بیگمون اور شاہزادون اور شاہزادیونکو ضروریات ملکی کے لحاظ سے مجبور ہوکر ایسی شادی منظور کرنا پڑتی ہے جو بالطبع اُن کو پسند و مرغوب نہین ہوتی۔ اس زمانہ مین ڈنمارک کی چھوٹی سی سلطنت مین ایک نہایت حسین شاہزادی موجود تھی۔ ڈنمارک کی شاہزادی الگزنڈرا کے حسن و جمال کی شہرت پھیل چکی تھی اور اُنکی بابت یہ اگلے زمانہ کا مقولہ بھی زبان زد خلائق تھا کہ وہ زیرک و صاحب عصمت و عفت ہین۔ یہ بات اتفاقیہ طور پر واقعہ نہین ہوئی کہ اس شاہزادی کی تصویر شاہزادہ کو راہ مین پڑی ہوئی مل گئی ہو۔ مگر شاہزادہ نے اُس تصویر کو اُٹھالیا اور غور کے ساتھ اُسکو دیکھا اور اپنے پاس اُسکو رکھ لیا۔ دوسری مرتبہ وہ تصویر پھر اُن کو پڑی ملی اور پھر اُنھون نے اُسکو اُٹھالیا۔ جب دوبارہ شاہزادہ صاحب اس تصویر کو بغور دیکھ رہے تھے ممکن ہے کہ حضور ملکہ وکٹوریہ اور نواب دولہ صاحب نے آنکھین چار کرکے عاقلانہ طور سے تبسم کیا ہو جیسا کہ والدین ایسے موقع پر کیا کرتے ہین۔ اُن دونون کو بخوبی معلوم تھا کہ جس کام کو حکماً کرانا اُنکے لیے واجب نہین ہے اُسکو وہ تدبیر کے ساتھ کرا سکتے ہین۔ اُنھین دونون نے باقتضاے محبت پدرانہ و مادرانہ یہ جال ڈالا تھا کہ دو دل گرفتار ہووین اور نتیجہ

اسکا وہ شادی کتخدائی ہووے جسکی وجہ سے دو خاندانون مین رابطۂ قرابت قائم ہوکر دنیا مین صلح پھیلانے کا ذریعہ ہو۔ شاہزادہ صاحب جرمن کو تشریف لے گئے۔ اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ انتظام ایسا کیا گیا ہے کہ وہان اُنکو وہ شاہزادی ملے جسکے حسن و جمال نے تصویر کے ذریعہ سے اُنکے طائر دل کو عنفوان جوانی مین اسیر کرلیا تھا۔ جو ذیشعور ذرا اس یکجائی کے باعث ہوے تھے اُنھون نے خود اُس وقت ایک دوسرے سے تعجب کا اعتراف کیا جبکہ دوسری مرتبہ شاہزادہ صاحب و شاہزادی صاحبہ سے بمقام اسپیر ملاقات کی نوبت آئی۔ اُسکے دوسرے روز بمقام ہیلڈلبرگ دونون مین ملاقات ہوئی اور شاہزادہ صاحب اب صاف صاف اور علانیہ طور پر عشق کا دم بھرتے ہوے لندن کو واپس تشریف لائے۔ اُسوقت سے شاہزادہ صاحب و شاہزادی صاحبہ عالی مرتبت کو ایک دوسرے کا خیال زیادہ رہنے لگا۔ شاہزادی صاحبہ جب اپنے وطن مالوفہ کو واپس تشریف لے گئین تو اپنی اس کم سنی کے عشق سے ایسی خود رفتہ تھین کہ وہ اپنی مسرت کو چھپا نہ سکتی تھین۔ اُن کی بہنین مصر ہوکر شاہزادہ صاحب کے حالات کا استفسار کرتی تھین۔ شاہزادی صاحبہ نے فوراً تصویر شاہزادہ صاحب کی نکال کر دکھلائی اور کہا دیکھو وہ یہان موجود ہین۔ شاہزادہ صاحب نے انگلینڈ پہونچکر اپنی مادر مکرمہ سے التجا کی کہ وہ اُنکو منظوری عطا فرماوین کہ وہ ڈنمارک کی شاہزادی صاحبہ کے ساتھ عقد کرین۔ منظوری فوراً ہوگئی کیونکہ حضور ملکہ معظمہ کی عین تمنا بلکہ کمال آرزو تھی کہ جلد سہرہ کے پھول کھلین انتظام بلیغ کیا گیا کہ شادی کے قبل جو پیغام و سلام ہون وہ خفیہ طور پر ہون اعلان اُنکا نہ کیا جاوے مگر خبر پھیل ہی گئی اور اُس کا یہ اثر ہوا کہ ملک انگلستان مین ہر چہار طرف شوق اور خوشی کے شادیانے بجنے لگے



ہر مجسٹی ملکۂ معظمہ کی مادر گرامی

ہندوستان کا دورہ

تمامی بلاد ہند مین شاہزادہ صاحب کی تشریف آوری سے جوش عظیم پیدا ہو گیا تھا بمبئی مین استقبال نہایت شان شوکت کے ساتھ ہوا۔ شاہزادہ صاحب نے خاص سردارون اور ہندوستانی مشاہیر کو شرف ملازمت عطا فرمایا۔ مرہٹہ سردار بھی شرف حضوری کے ساتھ ہی ہندوستان کے آیندہ شہنشاہ کا اندازِ تبسم دیکھ کر دل دادہ ہو گئے اور جس وقت شاہزادہ صاحب باری باری ہر ایک سے ہمکلام ہوے تو معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک کا اُنکو قلق اور درد ہے۔ نوبت باینجا رسید کہ مہارانا صاحب اودے پور نے اپنی ابرو کی شکن کو دور کر دیا اور گایکوار کو اُن پر سبقت و ترجیح دی جانے سے جو شکایت گورنمنٹ کی طرف سے اُنکو پیدا ہو گئی تھی اُسکو بالکل بھول گئے۔ درحقیقت کوئی ہندوستانی رئیس ایسا نہو گا جسکو ایوان شاہی سے رخصت ہونے کے وقت اس بات کا فخر نہو کہ اُسکا خاص لحاظ کیا گیا اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک چھوٹے سے لفظ (شعور) کے اندر کیسی عظیم الشان قوت پنہان ہے۔ زمانہ قیام بمبئی مین وہان کے انگریز باشندون نے انتظام کیا کہ انگریزی بیڑہ جہازات کے ملاحون کی ضیافت کرین۔ شاہزادہ اس دعوت مین شریک ہوے۔ اسکے بعد بمقام پونا فوج کا ملاحظہ ہوا۔ پھر بڑودہ مین گایکوار سے ملاقات ہوئی۔ یہان پہلے تو مراسم شاہانہ بجا لائے گئے پھر چڑیون اور چیتا د سور کے شکار و دیگر مشاغل سے دلچسپی ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد

شاہی جماعت نے بمبئی کو مراجعت کی اور جہاز پر سوار ہوکر مدراس کی جانب روانہ ہوئی۔
یوم کلان کی تقریب مین شاہزادہ صاحب کلکتہ پہونچ گئے اور وہان بہ کثرت مراسم شاہی ادا کیے گئے۔ اسکے بعد ریل کا سفر شروع ہوا اور سب سے پہلے بنارس مین داخلہ ہوا۔ پھر لکھنؤ مین رونق افروز ہوے۔ اسکے بعد دہلی کی سیر کی۔ پھر کانپور کو تشریف لائے۔ شاہزادہ صاحب کس تیزی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جاتے تھے ہندوستانی لوگ کس خوشی کے ساتھ مترصد ہوتے تھے کہ ایک نگاہ حضرت کی زیارت کرلین اور اس تمنا مین اپنے ایشیائی انداز سے کبھی آہستہ آہستہ چلتے تھے کبھی ٹھہر جاتے تھے اور کبھی کچھ سوچنے لگتے تھے مگر حضور شاہزادہ صاحب ایسی سبک روی کے ساتھ گذر جاتے تھے کہ تمام رعایا کا مجمع اُنکو دیکھ لے۔
ایک ہندوستانی ریاست کے سن رسیدہ رئیس نے اپنے وزیر سے شکایت کے لہجہ مین کہا "خیال تو کرو کہ کتنی دور سے ہم شاہزادہ صاحب کو دیکھنے کی غرض سے آئے ہین۔ غور تو کیجیے کہ کتنا فاصلہ ہم نے طے کیا ہے اور ہمکو صرف اس قدر اجازت ملتی ہے کہ ایک لمحہ کے لیے اُن کی صورت دیکھ لین"۔ وزیر نے جواب دیا "آپ نے درست و بجا ارشاد فرمایا مگر غور تو فرمائیے کہ خود شاہزادہ صاحب کتنی دور سے آپ کو دیکھنے کے لیے تشریف لائے ہین"۔ اس جواب کو سنکر ضعیف رئیس کی تسکین ہوگئی۔ دوسرے موقع پر بہت سے ہندوستانی سپاہی جو ایام غدر مین خیرخواہ رہے تھے شاہزادہ صاحب کے سامنے پیش کیے گئے۔ بعض تو اُن مین ایسے تھے کہ میلے کپڑے پہنے ہوے تھے بعض ایسے تھے کہ اُن کے کپڑے پھٹے ہوے تھے مگر شاہزادہ صاحب نے ایسی باتون پر ذرا بھی لحاظ نفرمایا۔ ایک ضعیف العمر آدمی سامنے لایا گیا جس کی بصارت بوجہ اُس زخم کے جا چکی تھی جو ایک لڑائی مین لگ گیا تھا۔ وہ شاہزادہ صاحب کے نزدیک پہونچ گیا تھا مگر

صاف طور پر امتیاز نہ کرسکتا تھا۔ بڑھے سپاہی نے چلا کر کہا "مجکو دیکھ لینے دو۔ مجکو دیکھ لینے دو"۔ شاہزادہ صاحب نے حکم دیا کہ وہ سپاہی اور قریب بلایا جائے۔ وہ بڈھا سپاہی ہاتھ کے اشارہ سے سلام بجالایا اور افتان وخیزان آگے بڑھا اور بغور شاہزادہ صاحب کی طرف دیکھا۔ اُس نے آہ سرد بھر کر کہا "اللہ تیرا شکر ہے کہ مین آج تک زندہ رہا اور مین نے شاہزادہ صاحب کی صورت دیکھی"۔

شاہ ایڈورڈ ہفتم ہر شے کے بہت بڑے مبصّر تھے اُنکے سوانح مین بکثرت مثالین دستیاب ہونگی جن سے معلوم ہوگا کہ ہر واقعہ سے وہ کوئی نیا خیال پیدا کر لیتے تھے جو آیندہ کو سودمند ہوتا تھا ہندوستان کے دورے سے اُنکو تزک واحتشام اور پابندی ضوابط وآداب شاہانہ کا خیال پیدا ہوا جسکی بجاآوری کے لیے ہر تقریب شاہی مین مصر ہوتے رہے۔ مگر ہندوستان کے سفر کا صرف یہی نتیجہ نہین ہوا کہ ظاہری نمائش کو دیکھ کر شاہزادہ صاحب کے دل مین خوشی پیدا ہوئی ہو بلکہ شروع دورہ ہی سے اُنکی نگاہ مین برّاعظم کے سمندر پار مملکت کی عظمت وشان جم گئی جس کا ثبوت اُس اسپیچ سے ہوتا ہے جو بمبئی مین اُنھون نے دی تھی جس مین آپ نے فرمایا کہ "مجکو ہمیشہ سے خواہش رہی بلکہ تمام عمر مجکو شوق رہا کہ ہندوستان کی سیر کرون۔ اور چونکہ اب وہ میری خواہش پوری ہوئی مین کہہ سکتا ہون کہ مجکو بہت خوشی ہوئی کہ اپنی چونتیسوین سالگرہ کا دن مین نے بمبئی مین بسر کیا۔ مین بہت خوشی کے ساتھ تمام عمر اُس مدارات کو یاد رکھونگا جو گورنمنٹ نے اور اُن صاحبون نے جو یہان موجود ہین کی۔ مین نے جو کچھ بمبئی مین دیکھا ہے اُسکے لحاظ سے مین یقین کرتا ہون کہ اس ملک کا میرا آیندہ دورہ سیطرح خوشگوار ہوگا۔ یہ ملک ملکہ معظمہ کی وسیع مملکت کا ایک نہایت ضروری حصہ ہے۔ اس بات کا پتہ کہ اہل ہند نے شاہزادہ صاحب کی نسبت کیا رائے قائم کی میر شہامت علیخان کے مختصر مگر

شاندار ریپارک سے مل سکتا ہے۔ انھون نے کہا کہ ہم لوگون کا خیال تھا کہ قیصرہ ہند کا بیٹا کم اخلاق اور متکبر ہوگا کیونکہ بہت سے لوگ جو اس ملک مین فرمانروا ہین بد تہذیب اور خود پسند ہین۔ مگر ہم لوگ یہ دیکھکر متعجب اور خوش ہوے کہ انھون نے ہم کو شریف اور ملکہ معظمہ کی رعایا سمجھا انکا تشریف لانا ہمارے لیئے ایسا مبارک ہوا جیسا خشک زمین پر ابر رحمت کا نازل ہونا مبارک ہوتا ہے"۔ اس بات کے خاتمہ پر کچھ دلچسپ حال اُس کوشش کا بیان کرنا مناسب ہے جو گیکوار بڑودہ نے شاہزادہ کے اعزاز کے لیے کی تھی۔ سر ہنری بروٹ صاحب فرماتے ہین" ایک نتیجہ ملاقات کا جو اس قدر پولیٹکل نہین ہے جیسا کہ دلچسپ ہے یہ ہوا کہ گیکوار بڑودہ اچانک پندرہ سو سپاہیون کو لیکر آپہونچے۔ تمام سپاہی ہائی لینڈرون کی پوشاک پہنے ہوے تھے مگر ٹانگون پر پٹیان بندھی ہوئی تھین شاید یہ خیال کیا گیا ہو کہ کالی ٹانگون پر ہائی لینڈرون کی جھلنگیان خوشنما معلوم ہون گی۔ ہندوستان کے سفر مین بہت وقت شیر کے شکار مین صرف ہوا۔ شاہزادہ صاحب نے پہلا شیر جے پور مین مارا۔ اور جب وہ نیپال مین شکار کھیلتے تھے ایک روز مین چھ شیر شکار کیے۔ شروع سفر سے آخر سفر تک ہندوستان کے دورہ مین شاہزادہ صاحب نے آٹھ ہزار میل کی مسافت خشکی کی اور ڈھائی ہزار میل مسافت تری کی طے فرمائی۔ خدا کی کارسازی ملاحظہ فرمایئے کہ شرف رفاقت سفر ایسے لوگون کو عطا ہوا جو تادم واپسین بادشاہ کی خدمت مین رہے اور آج تک خاندان شاہی کی خدمت کرتے ہین اور اس واقعہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ خود ایسے لوگون کی قدرشناسی کرتے تھے جو نمک حلالی کے ساتھ بجا آوری خدمات کرتے تھے۔



شاہ ایڈورڈ بطور فراماسن

مشاغل کثیرۂ زمانۂ ولیعہدی

۱۸۷۶ءمین شاہزادہ صاحب نے ہندوستان سے مراجعت فرمائی اور اب پھر دور و تسلسل اُن کامون کا شروع ہوگیا جو صدی کے چہارم حصہ تک بحیثیت ولیعہدی انجام دیتے رہے تھے۔کام ایسا تھا جو مکلف تھا اور ایسا بھی تھا جسکا کوئی صلہ ہو مگران مشاغل مین پچیس سال اور مصروف رہکر شاہزادہ صاحب کو شعور و حلم و سخن رسی مین ملکہ حاصل ہوگیا۔کام کا شوق دل مین پیدا ہوگیا۔رعایا کے درمیان نہ صرف ہر دل عزیز ہوگئے بلکہ برطانیہ اعظم کی تمام رعایا ممدوح الشان کی معرف بن گئی اور اُن سے محبت بھی کرنے لگی اور اُن کو وہ بات حاصل ہوگئی جو شاہزادون کو کمتر حاصل ہوتی ہے۔شاہزادہ صاحب ہمیشہ سفر مین رہتے تھے۔نئے ممالک کی سیر کرتے تھے اور نئے لوگون سے رابطۂ اتحاد بڑھاتے تھے۔جہان شاہزادہ صاحب تشریف فرما ہوتے تھے وہان اُنکو سخت کام انجام دینا ہوتے تھے اور قبل وہان پہونچنے کے بہت وقت اُن لوگون کے حالات دریافت کرنے مین صرف ہوتا تھا جنکے درمیان جانے والے ہوتے تھے۔جہان کہین شاہزادہ صاحب نے تقریر کی سامعین کے قلوب پر یہ بات منقش ہوگئی کہ اُن لوگون کی فلاح مین جو جو اُنکے سامنے حاضر ہین شاہزادہ صاحب کو دلچسپی ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ جماعت انسانی کے جملہ طبقہ جات و گروہون مین شاہزادہ صاحب کو درجہ محبوبیت کا حاصل ہوگیا۔شاہزادون مین یہ صفت اللہ نے اِنھین کو عطا کی تھی کہ وہ کبھی

نہ کسلمند معلوم ہوتے تھے اور نہ کبھی مزاج مبارک مین برہمی پیدا ہوتی تھی۔ ہر حالت مین وہ تبسم کنان رہتے تھے۔ معمولی لوگ سمجھ ہی نہین سکتے کہ بعض اوقات ایسے پیش آجاتے تھے جسمین شاہزادہ صاحب پر کام کثرت کے ساتھ پڑجاتا تھا۔ ایک مرتبہ خیال کرکے لوگون نے دیکھا کہ چھ ماہ کے عرصہ مین اُنکو پورے دوسو سرکاری ونیم سرکاری جلسون مین شریک ہونا پڑا۔ کئی سال کا عرصہ ہوا اخبار ٹائمس نے شاہزادہ صاحب کے بافراط فرائض پر نگاہ کرکے لکھا تھا کہ "بحیثیت قائم مقامی ملکہ معظمہ کے اُنکو اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ سخت سے سخت کام کرنے والے انگریز کو بھی اُتنا کام کرنا نہین پڑتا"۔ شاہزادہ صاحب کو رفاہ جوئی کے کامون سے بہت بڑی دلچسپی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ شفاخانہ نارفک کی عمارت خطرناک حالت مین تھی۔ شاہزادہ صاحب نے نہ صرف اوس کونٹی بلکہ تمام ملک کے لوگون کو خواب غفلت سے چونکا دیا اور ایک پرزور تقریر کے ذریعہ سے وہ پراثر جوش پیدا کردیا جس سے چند دن کے عرصہ مین پینتیس ۳۵ ہزار پونڈ چندے سے جمع ہوگئے۔ دوسرے موقع پر دیکھا گیا کہ چارنگ کراس اسپتال کے بازو کے کمرون کا افتتاح کیا۔ الغرض اُنکا شوق شفاخانون کی طرف سال بسال بڑھتا ہی گیا حتّٰی کہ وہی اُس فنڈ کے موجد ہوے جسکا نام ایڈورڈ ہاسپٹل فنڈ ہے۔

سب سے پہلے ۱۸۷۸ء مین شاہزادہ صاحب نمایش پیرس مین اپنے ملک کی کمیشن کے افسر ہوکر تشریف لے گئے اس کمیشن کے کامون پر اُنھون نے پوری توجہ فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو شاخ برطن کی نمایشی چیزون کی تھی اُس مین نہایت کامیابی ہوئی۔

شاہ ایڈورڈ کا تخت نشین ہونا

جب بادشاہ ایڈورڈ تخت نشین ہوئے تو لوگ قیاس کرتے تھے کہ وہ مثل دنیا کے ایک معمولی آدمی کے ہین۔مگر سچ یہ ہے کہ اُس وقت کے حالات پر نگاہ ڈالنے سے ماننا پڑے گا کہ ایک حیرت انگیز طریقہ سے بادشاہ ایڈورڈ نے زمام حکومت اپنے دست قدرت مین لی اور نو برس کے زمانہ مین وہ شہرت حاصل کرلی جو ایسے بادشاہون کو بھی کمتر نصیب ہوتی ہے جنکی حیات طویل ہوتی ہے۔اور جو اپنے عہد کی جوبلی دیکھنے کے لئے زندہ رہتے ہین۔
اِن نو برسون مین جو محنت شاقہ بادشاہ ایڈورڈ نے کی اُسکے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ تیزروی کے ساتھ شان و شوکت کی ترقی ہوتی رہی۔ممکن ہے کہ پارلیمنٹری حکومت کی وجہ سے اختیارات شاہی محدود ہون مگر با این ہمہ بادشاہ ایڈورڈ ان معنون مین مسند نشین اورنگ شہریاری ہوے جس کو سچی بادشاہت کہتے ہین اور جسکو سرمایۂ ناز کہنا غیر مناسب نہین ہے۔چند گذشتہ برسون مین کون ایسا ہے جس نے سمجھا ہو کہ انگلینڈ ایسا ملک ہے جس مین وزرا حکمران ہین۔کرۂ ارض کے ہر حصہ مین مملکت کی قوت و شان کا اظہار ایک ذات سے ہوا اور وہ مقدس ذات حضرت سلطان المعظم کی تھی۔ملکہ معظمہ کی وفات کے دوسرے دن اُنھون نے بار اول اپنی کونسل کو سینٹ جیمس کے دربار ہال مین جمع کرکے ایک ایسی اسپیچ ارشاد فرمائی جس سے تمام دنیا پر فوراً روشن ہوگیا کہ وہ اُس ذمہ داری سے کما ینبغی واقف

ہین جو اُن پر آ پڑی ہے اور ہمت کے ساتھ کمر بستہ ہو گئے ہین کہ اپنے فرض کو ادا کرین۔ ملک معظم نے ارشاد فرمایا "مین ہمیشہ کوشش کرونگا۔ کہ اپنی والدہ معظمہ کے نقش قدم پر چلون ۔اس بار عظیم کو اُٹھانے مین جواب میرے اوپر آ پڑا ہے مین پورے طور پر آمادہ ہون کہ ثابت کردون کہ مین ایسا بادشاہ ہون جسکے ملک مین پارلیمنٹ ہے اور اپنے افعال سے دکھا دون کہ جو معنی کانسٹیٹیوشنل ساورن کے ہین اسکا اطلاق مجھ پر ہوتا ہے۔ مرا یہی ارادہ ہے کہ جب تک میرے جسم مین جان ہے اپنی رعایا کی بھلائی اور اُنکی فلاح کے لیے کوشش کرون۔ مین نے تجویز کرلیا ہے کہ ایڈورڈ کے نام سے موسوم ہون اور میرے اجداد مین چھ بادشاہون کا یہی نام تھا" نئے بادشاہ کا نام ایڈورڈ ہفتم ہونے والا تھا اور اس نام سے اہل انگلستان کے کان آشنا تھے اور اس نام سے جھنکار بادشاہی اور انگریزیت کی آتی تھی۔ جنگ بوئر سے برطانیہ اعظم کو ظاہر ہو چکا تھا کہ دنیا کی اقوام کے مقابلہ مین اُسکا درجہ کیسا ہے اور اہل انگلستان کو محسوس ہونے لگا تھا کہ اُنکی قومی زندگانی پر ثبات نہین ہے۔ انگلینڈ پر واجب ہوگیا تھا کہ آفتون اور حریفون کا سامنا کرے جو لائق اسکے ہو گئے تھے کہ اُنپر توجہ کی جاوے اور جلد اس لائق ہونے والے تھے کہ فولاد کے ذریعہ سے اُنکی جانب توجہ کی جاوے۔ لیکن ملک جنگ سے تنگ آگیا تھا اور بادشاہ ایڈورڈ کو جنگ سے نفرت تھی۔ ابتدائی عہد سے اُنھون نے فوجی چھیڑ چھاڑ سے تنفر کیا اور واضح طور پر ظاہر کردیا کہ اُنکی خواہش یہ ہے کہ برطانیہ اعظم اپنی برعظمی ہمسایون کے ساتھ آشتی کا برتاؤ رکھے۔ بس ایڈورڈ نے اپنے عہد مین ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا اور تمام متحدہ معاملات کو صلح اور آشتی کے ساتھ طے فرماتے رہے اور اسی وجہ سے تمام دنیا مین آپکا لقب صلح کن مشہور ہوگیا۔



ہر مجسٹی ملکہ الیگزینڈرا کارونیشن لباس مین

وفات

بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کے انتقال پرملال سے تمامی مملکت برطانیہ کی رعایا مین فورِ غم والم سے سکتہ کی حالت پیدا ہوگئی - بادشاہ کی مادرِ گرامی قدر ملکہ وکٹوریہ کے انتقال کے وقت بھی رعایا کو صدمہ ہوا تھا - مگر جو گریہ وبکا بادشاہ ایڈورڈ کی وفات سے ہوا اُس قدر اُس حادثہ کے وقت نہوا تھا - یہ حادثہ جانکاہ نہایت ہی درجہ دلسوز و جانگزا تھا - جس روز اعلیحضرت کا انتقال ہوا دوپہر سے قبل تمام لندن کے پارچہ فروشون وخیاطون کی دوکانون پر ایک ٹکڑا بھی سیاہ کریپ کا فروخت ہونے سے باقی نرہا - ہزارہا آدمی جو ایوان بکنگم کے پھاٹکون پر کھڑے تھے یہی سمجھتے تھے کہ اُن کا کوئی قریب ترین عزیز مرگیا ہے -

ماتمی پرچہ اخبار ٹائمس کا جو ۲۳ مئی کو شائع ہوا آہمن سر آسٹن ڈابسن نے لکھا -

گھنٹہ بھر قبل تھا جو شاہنشاہ	اب شہنشہ نہین رہا وہ آہ
اور ہم لوگ سب بڑے چھوٹے	ایک قلق کرنے والا کھو بیٹھے
جو کہ تابوت پر ہین اُسکے جھکے	مالک و مہربان کو رو بیٹھے

شہر کے لوگ ہرگز نہ بھولینگے کہ بادشاہ کے انتقال کے بعد کئی دن تک شہر بالکل اُجڑا ہوا اور ویران نظر آیا - اس تمام زمانہ سوگ نشینی مین ملکہ الگزنڈرا پر غم والم بیحد طاری رہا اور حضور عالیہ نے تنہائی کو پسند کیا بہت سے اعزا ماتم پرسی کے لیے جمع ہوگئے تھے اور کلمات تسکین کے ذریعہ سے تلقین صبر کی کرتے تھے - جو کوہ الم اُن پر ٹوٹ پڑا تھا اُسکا اندازہ اس دردناک

پیغام سے ہوسکتا ہے جو ممدوحہ نے برطانیہ کے نام بھیجا اور وہ یہ ہے۔

"اپنی ٹوٹی ہوئی اور شکستہ دلی کی ہدایت سے مین اپنے تمامی قوم اور رعایا کا جنکے ساتھ مجکو محبت ہے دلی شکریہ ادا کرتی ہون کہ اُنھون نے میرے ایسے رنج مین جسکی انتہا نہین ہے اور ایسی مصیبت مین جو بیان مین نہین آسکتی میرے ساتھ ایسی ہمدردی ظاہر کی ہے جسکا اثر میرے دل پر پہونچا ہے - اُنکے یعنی میرے پیارے شوہر کے مرنے سے صرف یہی نہین ہوا کہ مین لُٹ گئی بلکہ قوم کو بھی ایسا نقصان پہونچا جسکا عوض نہین ہوسکتا کیونکہ قوم کا سچا دوست اور رعایا کا شفیق باپ اور قلق کرنے والا بادشاہ دفعتاً دنیا سے اُٹھ گیا - دعا ہے کہ خداے قدیر غیبی امداد سے ہماری مدد کرے تاکہ ہم لوگ اس سخت ترین مصیبت کو برداشت کرسکین جو اپنی شان کبریائی سے اُسنے ہم پر نازل کردی ہے مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ - اس موقع پر مین اُن تمام خطوط و خبر ہاے تعزیت سے دلی شکریہ کا اظہار کرتی ہون جو ادنی و اعلیٰ و غریب و امیر جملہ گروہون نے بہ اظہار ہمدردی میرے پاس بہ افراط تمام بھیجے کیونکہ میرے لیے غیر ممکن ہے کہ ہر ایک شخص کو جدا جدا جواب لکھ سکون - مین اپنے پیارے لڑکے کو آپ صاحبان کے سپرد کرتی ہون جو مجکو امید ہے کہ اپنے پیارے باپ کے نقش قدم پر چلینگے اور مین آپ سے ملتجی ہون کہ آپ صاحبان اُسکی طرف اُسی فرمان برداری و جان نثاری کا اظہار کرینگے جیسا کہ اُسکے پیارے باپ کے ساتھ کرتے رہے ہین - مین جانتی ہون کہ میرا پیارا بیٹا اور میری پیاری بہو دونون تا بہ امکان اپنے آپ کو مستحق آپ کی فرمان برداری و اطاعت کا ثابت کرکے اُس پر قائم رہینگے"

دستخط الگزنڈرا